# لکچر نمبر ۱

# توراۃ کی قدامت و اصلیت

# کے ثبوت میں

جو بتاریخ ۲۴ جنوری ۱۹۰۸ء

بمقام حیدرآباد دکن

پادری تامس ہاول صاحب بشیر۔ لاہوری نے مجمع عام میں سنایا

نولکشور پریس لاہور

# لکچر نمبر ۱

## توراۃ کی قدامت و اصلیت کے ثبوت میں

خدا کی حمد و تعریف ہو۔ کہ جس نے اس احقر کو صداقت کے اظہار کا موقع بخشا ۔

اے صاحب میر مجلس اور حاضرین۔ میں آپ کی تشریف آوری کے لئے شکرگذار ہوں۔ اور اس وقت جو بیان میں پیش کرتا ہوں۔ اس کو بلا تعصب سُن کر اُس پر غور کیجئے۔ اور جو صداقت ہے اُس کو اختیار کیجئے۔ اسلئے اُس سے پہلے کہ میں اپنا مضمون بیان کروں آپکو چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔

۱۔ جو کچھ آپ لیکچر کے ختم ہونے کے بعد بولنا چاہیں خلق۔ تہذیب اور محبت کو مدِ نظر رکھ کر بولیں۔ ورنہ یہ نیازمند کچھ جواب نہ دیگا ۔

۲۔ مجھ کو ایک کامل شخص یا اپنا مخالف نہ سمجھیں۔ مگر صرف صداقت کی طرف توجہ دلانیوالا تصور فرمائیں ۔

۳۔ مجھے کسی ایسے شخص سے جو دہریہ ہو مخاطب ہونے کے لئے مجبور نہ کریں ۔

# آمدم برسر مطلب

۱- واضح ہو کہ توراۃ حضرت موسےٰ کلیم اللہ سے کہ جس کا زمانہ خداوند مسیح کے تجسم سے ایک ہزار پانچ سو اکہتر ۱۵۷۱ برس پیشتر تھا لکھی گئی تھی استثنا ۳۱: ۹ و ۲۴: ۲۶- خروج ۱۷: ۱۴ و ۲۴: ۴- ۷ و ۳۴: ۲۷- ۲۸- گنتی ۳۳: ۲- استثنا ۲۸: ۵۸- ۶۱- اور اُسی وقت بعد نقل ہونے کے وہ اصل نسخہ قدس الاقدس میں جہاں خدا کی حضوری تھی اور سال بھر میں صرف ایک دفعہ سردار کاہن جا سکتا تھا رکھا گیا تھا۔ استثنا ۳۱: ۲۴ و ۲۵ و ۲۶- احبار ۱۶: ۲- اِس سے ظاہر ہے کہ وہ توراۃ کا نسخہ کہ جسکو موسےٰ نے خود لکھا تھا۔ قادرِ خلق خدا کے سایہ تلے بحفاظت تمام رکھا گیا تھا۔ اور کوئی ہاتھ اُس کو گزند نہ سکتا تھا۔ لیکن اُس کی نقلیں ہدایت۔ راہ نمائی۔ تعلیم و تلقین کے لئے کاہنوں۔ لاویوں اور لوگوں کے پاس موجود رہتی تھیں۔ کہ جن کی نسبت کاہنوں کو کل بنی اسرائیل کے سکھانے کا حکم تھا۔ احبار ۱۰: ۱۱- استثنا ۳۱: ۹- ۱۳- یشوعہ ۸: ۳۴- ۳۵- نحمیاہ ۸: ۱- ۸- اور موسےٰ کے بعد وہ اصل توراۃ موسےٰ کے جانشین یشوعہ کی حفاظت میں رہی۔ یشوعہ ۱: ۷ و ۸- ۲۴: ۲۶- پھر قاضیوں کے زمانہ سے لیکر حضرت سموئیل تک بنی اسرائیل کا کل انتظام موسیٰ کی شریعت کی ہدایت کے تحت پایا جاتا ہے اس بہت سے انکی نسبت بھی کوئی بیجا گمان نہیں کیا جا سکتا +

۲- علاوہ بریں اگر بنی اسرائیل ارادۃً یا نوشتوں میں کچھ کمی بیشی کرتے

تو کیا وہ کل انبیاء جو سموئیل سے لیکر ملاکی نبی تک بنی اسرائیل کے درمیان ہوئے۔ اور جنکے الہامی نوشتے یعنی زبور اور صحائف انبیاء توراۃ کے ساتھ ایک جلد میں جمع کئے و رکھے گئے۔ اور جنہوں نے بادشاہ سے لیکر غلام تک کو اُس کی برائی کے لئے ملامت کی۔ تو کیا وہ اُن کو پاک نوشتوں میں سے گھٹانے یا بڑھانے کی سخت برائی کے لئے ملامت نہ کرتے +

۳۔ پھر حضرت داؤد نے بوقت رحلتِ سلیمان کو موسیٰ کی توراۃ پر عمل کرنے کی تاکید کی اسلاطین ۲: ۳۔ اور اس کے سوا ہر ایک تواریخ دان جانتا ہے۔ کہ سلیمان کی وفات کے بعد یہودی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ کہ جن میں سے ایک سلطنت یہوداہ اور دوسری اسرائیل کہلائی۔ لیکن اس تقسیم کے باوجود توراۃ بلا تحریف ان دونو مخالف فریق کے ہاتھ میں رہی۔ پس اگر ان میں سے ایک فریق توراۃ میں تحریف کرتا۔ تو کیونکر دوسرا فریق ایسے بڑھانے یا گھٹانیوالوں کو ملامت نہ کرتا۔ بالفرض یہ نہ کرتے۔ تو کیا صادق نبی بھی جو اُس وقت دونو سلطنتوں میں موجود تھے اور اُن کے گناہوں پر اُنہیں سخت ملامت کر رہے تھے تو کیا تحریف کے سخت تر گناہ سے چشم پوشی کر کے اُنہیں ملامت کرنے سے باز رہتے۔ ہرگز نہیں۔ پھر جب قوم یہود ستر برسوں کی اسیری کے بعد اپنے ملک میں واپس آئی تو اُس وقت عزرا کاتب نے (جسے قرآن عزیر کے نام سے یاد فرماتا ہے سورۂ توبہ رکوع ۵۔ آیت ۳۰) پاک نوشتوں کو جمع کر کے ایک مجموعہ بنایا۔ اور

اُن میں سے بعض میں صاحب الہام ہو کے لکھا تو کیا اُس کے زمانہ سے پیشتر اگر پاک نوشتوں میں تحریف ہو گئی ہوتی۔ تو کیا وہ اُسے ظاہر نہ کرتا۔ اور پھر جب کہ اُس وقت صاحب الہام کے ہاتھ سے عہد عتیق کے نسخے تصدیق پا کر لکھے و جمع کئے گئے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اُن میں کچھ بھی تحریف نہ ہوئی تھی۔ اور توراۃ کو عزرا نے لوگوں کو پڑھ کر سُنایا۔ نحمیاہ ۸: ۱-۸۔ پس توریت بلا تحریف موجود تھی۔

۴۔ علاوہ اس کے جب بنی اسرائیل اپنے گناہوں کے باعث اسور کے بادشاہ کے اسیر ہوئے۔ اور دیگر اقوام کے لوگ اُن کی جگہ بسائے گئے۔ تو اُن کی درخواست پر ایک کاہن بھی تعلیم کے لئے اُنہیں دیا گیا۔ تو اُس نے اُن کے ساتھ قیام کر کے اُنہیں بھی اپنے طور پر توراۃ کے مطابق آداب دینی سکھائے۔ اور یوں وہ دیگر اقوام کے لوگ بھی اُن پاک نوشتوں کے محافظ ہو گئے۔ جیسا کہ گمان غالب ہے۔ کہ یہ نوشتے یا تو سامریوں نے اُس یہودی کاہن سے جو بادشاہ کی طرف سے اُن کے پاس بھیجا گیا تھا۔ پائے ۲ سلاطین ۱۷: ۲۶ و ۲۸۔ یا اُس کے کچھ عرصہ کے بعد اُنہوں نے یہوداہ بن منشی سردار کاہن کے ہاتھ سے پائے۔ کہ جس کو نحمیاہ نے ملک سامریہ کے ناظم کی بیٹی کے ساتھ بیاہ کرنے کے باعث کہانت کے عہدہ سے خارج کر کے اپنے پاس سے دُور کر دیا تھا۔ نحمیاہ ۱۳: ۲۸۔ اور جسکو ناظم مذکور نے گرے زیم کی ہیکل کا پہلا سردار کاہن مقرر کیا تھا سو اس طرح سے سامری بھی یہودیوں کی طرح حضرت موسےٰ کی توریت کے محافظ ہو گئے۔ اور یوں ایک ہی نوشتے کے یہودی اور سامری ایسے

گواہ ہیں جو آپس میں کسی قسم کا سروکار نہ رکھتے تھے۔ بلکہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے پانی تک کے پینے کے بھی روادار نہ تھے۔ پس ایسے حال میں کون گمان کر سکتا ہے کہ اُن کے پاک نوشتوں میں تحریف کا ہونا ممکن تھا +

۵۔ درمیانی زمانہ کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب یہوداہ مکابی نے ہیکل کو جسے انتی اوکس اپی فانیس نے شکستہ و ناپاک کیا تھا پاک و مرمت کیا۔ اور پاک نوشتوں کی صحیح و پاک نقل تیار کرا کے ہیکل میں رکھی۔ اور یہ نقل خداوند مسیح کے زمانہ کے بعد اُس وقت تک ہیکل میں رہی۔ جب تک طیطس رومی فتح پا کر اُسے ہیکل سے نکال کے اپنے ہمراہ روم کو لے گیا۔ تو بھی توریت۔ زبور اور صحایف انبیاء بنی اسرائیل کے پاس موجود رہے۔ جو ہر صبح یہودیوں کے ہر ایک عبادت خانہ میں پڑھے جاتے۔ اور اُن سے لوگوں کو تعلیم دی جاتی تھی۔ اعمال ۱۳: ۱۴ و ۱۵ و ۲۷۔ لوقا ۴: ۱۷ سے ۲۰۔ اور یہ اُن کی اصلیت کا ثبوت ہے +

۶۔ ماسوا اس کے عقل سلیم بھی گمان بیجا کر کے یہ نہیں کہہ سکتی کہ شائد یہودیوں نے اپنی کتابوں میں تحریف مسیحیوں کی ضد پر اس لئے کی ہوگی۔ کہ مسیحی خداوند مسیح موعود کو اُن کے سامنے پیش کرنے کے لئے کوئی دلیل قطعی نہ پاویں۔ تو اس کی نسبت بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ناممکن تھا۔ اوّل تو خداوند مسیح نے اُن پاک نوشتوں کو منظور کیا۔ اور اُن کی صداقت پر اس طرح مُہر کی کہ وہ اکثر اُنہیں سے تعلیم دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس نے ایک مرتبہ موسےٰ سے شروع کر کے سب نبیوں کی وہ باتیں جو سب

کتابوں میں اُس کے حق میں لکھی ہیں۔ اُن کے لئے مفصل بیان کیں۔ اور اُن کتابوں کا حقیقی اور اصلی ہونا پایہ ثبوت کو پہنچا دیا۔ لوق ۲۴: ۴۴ دوم خداوند مسیح کے سچے رسول بھی رُوح القدس سے ایسے معمور اور مستفیض ہو گئے تھے۔ کہ جملہ پاک کلام کی کوئی باریکی اُن سے پوشیدہ نہ تھی۔ سو اگر یہودی کچھ بھی تحریف کرتے تو وہ ضرور اُن کو ملامت کر کے قائل کرتے۔ سوم یہ کہ جو دلیلیں خداوند مسیح کے رسولوں نے خداوند مسیح کی نسبت یہودیوں کو پیش کیں۔ وہ سب عہدِ عتیق سے تھیں جنہیں وہ کسی نوع سے رد نہ کر سکے۔ پس اِس سے ظاہر و ثابت ہے کہ عہد عتیق کے نوشتوں میں نہ تو خداوند مسیح کے تجسم سے پیشتر اور نہ بعد کسی سے وہ تحریف کی گئی۔ کیونکہ ایسا کرنا ناممکن امر تھا اور ہے ✦

۷۔ بنی اسرائیل کو پاک نوشتوں میں سے گھٹانے یا بڑھانے کی سخت ممانعت کی گئی تھی۔ استثنا ۴: ۲ و ۱۲: ۲۔ ۳۲۔ یشوع ۱: ۷ و ۸۔ امثال ۳۰: ۶ ✦

۸۔ ہر ایک بنی اسرائیل کے نزدیک عہدِ عتیق کے نوشتوں کی بڑی قدر تھی ✦

۹۔ وہ پاک نوشتے اُن کی میراث کی تقسیم کا قانون تھے ✦

۱۰۔ وہ نوشتے بنی اسرائیل اور غیر اقوام میں تمیز و فرق کا باعث تھے ✦

۱۱۔ وہ پاک نوشتے وقت مقررہ پر کل بنی اسرائیل کے سامنے پڑھے جاتے تھے۔ استثنا ۳۱: ۹ و ۱۳۔ یشوع ۸: ۳۴ و ۳۵۔ نحمیاہ ۸: ۱ و ۸ ✦

۱۲۔ بنی اسرائیل کے بادشاہوں کو اپنے ہاتھ سے اُس نسخے کی جو

لاویوں اور کاہنوں کی حفاظت میں رہتا تھا اپنے لئے ایک نقل کرنے کا حکم تھا۔ استثنا ۱۷: ۱۸ و ۱۹ +

۱۳۔ بنی اسرائیل کے کاہنوں کو وہ نوشتے کل بنی اسرائیل کو سکھانے تعلیم دینے کا تاکیدی حکم تھا۔ اِس لئے اُن کے پاس نوشتوں کا ہونا ازبس ضروری تھا۔ احبار ۱۰: ۱۱ +

۱۴۔ بنی اسرائیل کو پاک نوشتوں کی تعلیم دینے کا اپنے لڑکوں کے لئے حکم تھا جس سے پاک نوشتوں کا ہونا ہر ایک گھر میں ضروری تھا۔ استثنا ۶: ۷ و ۹ +

۱۵۔ کل قوم کو شریعت حفظ رکھنے کی سخت تاکید تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف کاہن اور لیوی بلکہ کل قوم پاک نوشتوں کی امین تھی۔ احبار ۲۰: ۸ و ۲۶۔ استثنا ۴: ۴۰۔ مزمور ۹۹: ۷ +

۱۶۔ سموئیل نبی سے لیکر ملاکی نبی تک نبیوں کا سلسلہ بالکل قایم رہا۔ جو یہودیوں اور بنی اسرائیل کو اُن کے گناہوں اور بے دینی کے کاموں پر خوب ڈانٹتے رہے۔ اگر اس عرصہ میں وہ پاک نوشتوں پر کچھ دست اندازی کرتے تو وہ نبی ضرور اُس کو ظاہر کر دیتے +

۱۷۔ جو جو بُرے کام بنی اسرائیل کے بزرگوں یا انہوں نے خود کئے اُن کا صاف صاف بیان پاک نوشتوں میں موجود ہے۔ اگر وہ کچھ گھٹانے یا بڑھانے کی قدرت رکھتے۔ تو وہ ضرور ایسی باتوں کو تبدیل کرتے یا نکال ڈالتے کہ جس سے اُن کے بزرگوں اور خود اُن پر بدنامی کا نام و نشان نہ رہتا لیکن یہ تو وہ کر نہیں سکے۔ پھر اِس سے بڑھ کر اور کون سا مدعا ہو سکتا

تھا جس کے لئے وہ اپنے ایمان کی کتابوں کو تحریف کر کے اپنے لئے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ٭

۱۸۔ پھر ظاہر ہے کہ یہودیوں کو خداوند مسیح سے بڑی دشمنی تھی۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے اُس کو پنطوس پیلاطوس کے حوالے کر کے مروا بھی ڈالا۔ اور یہ سب کچھ جو اُنہوں نے خداوند مسیح کے ساتھ کیا۔ وہ پیشین گوئیوں میں اُنہیں کی کتابوں میں لکھا ہوا موجود ہے۔ کہ جن کی رُو سے اُن پر سخت بے ایمانی کا الزام قائم ہے۔ لیکن وہ اُس الزام سے بچنے کے لئے اُن پیشین گوئیوں میں کچھ بھی تغیر و تبدل نہیں کر سکے۔ اگر اُن سے ہو سکتا تو وہ ضرور خداوند مسیح کے حق میں جو پیشین گوئیاں اُن کی کتابوں میں ہیں اُن میں رد و بدل کرتے۔ مگر وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے ٭

۱۹۔ موسےٰ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی توراۃ قبل خداوند مسیح ۶۲۴ برس یوسیاہ بادشاہ کے وقت میں موجود تھی۔ ۲ سلاطین ۲۳: ۴ و ۲۰ تواریخ ۳۴: ۸ و ۳۳ ٭

۲۰۔ عزرا نے خداوند مسیح سے ۴۵۶ برس پیشتر بابل سے واپس آکر عہد عتیق کے نسخوں کو جمع کیا۔ اور اُن کی نظر ثانی کر کے اُنہیں ایک جلد میں اکٹھا کیا۔ تب تک کوئی تحریف نہ ہوئی تھی اور نہ کوئی شک اس قسم کا گذرا کہ جس سے ظاہر ہے کہ موسےٰ کے بعد ایک ہزار ایک سو پندرہ برسوں تک کتاب کی اصلیت کی نسبت ذرا بھی شک نہیں آیا۔ اور وہ دست بدست نقل ہوتے ہوئے دوست و دشمن کے ہاتھ میں موجود ہے ٭

۲۱۔ پھر ظاہر ہے کہ ملاکی نبی خداوند مسیح سے ۴۰۰ برس پیشتر تھا۔

اور اُس نے یہودیوں کی بدافعالی پر بہت ملامت کی۔ لیکن اس باب میں کہ وہ پاک نوشتوں میں تحریف کرتے ہیں کچھ بھی بیان نہ کیا۔ بلکہ انہیں ملاکی ۴: ۴ میں خدا نے فرمایا۔ کہ تم میرے بندے موسےٰ کی شریعت کو یاد رکھو۔ جسے مَیں نے سارے بنی اسرائیل کے لئے حوریب میں اپنے قوانین اور احکام سمیت فرما دیا +

۲۲۔ پھر ظاہر ہے کہ خداوند مسیح کے مجسم ہونے سے پیشتر ۲۸۵ سے سنہ ۱۳۰ تک عہد عتیق کا ترجمہ یونانی زبان میں بنام سیپٹواجنٹ تیار ہو کر مشتہر ہو چکا تھا۔ لہذا اور بھی کتاب مقدس کا تحریف کیا جانا ناممکن ہو گیا تھا +

۲۳۔ پھر دو اور ترجمے قصدی زبان میں یعنی اکلاس کا تارگم اور یوناتن بن عزی ایل کا تارگم خداوند مسیح سے ۵۰ برس پیشتر تیار ہو کر مشتہر ہو چکے تھے کہ جن میں سے بہت کچھ ابتک موجود ہے +

۲۴۔ پھر آشکارہ ہے کہ خداوند مسیح کے بعد تین ترجمے زبان یونانی میں عہد عتیق کے تیار ہو کر مشتہر ہو گئے۔ یعنے اول سمو خاص کا ترجمہ جو سنہ ۱۲۰ء میں تیار ہو کر مشتہر ہوا۔ دوم تھیوڈوشن کا ترجمہ جو سنہ ۱۶۰ء میں تیار ہو کر مشتہر ہوا۔ سوم اکولاس کا ترجمہ جو سنہ ۱۲۸ء میں تیار ہو کر مشتہر ہو گیا۔ سو یہ تینوں ترجمے حضرت محمد صاحب کی پیدائش سے چار پانچ سو برس پیشتر مشتہر ہو چکے تھے +

۲۵۔ علاوہ ان قدیم ترجموں کے پرانہ عہدنامہ کی قدیم فہرستیں موجود ہیں کہ جن سے ظاہر ہے کہ کتب عہد عتیق کی یہ وہی کتابیں ہیں جو قدیم

زمانہ میں مقبول و مروج و قانون میں داخل تھیں اُن میں کچھ کمی یا بیشی نہیں ہوئی۔ (۱) قانون اپی فانیس صاحب ۳۱۵ء سے ۴۰۲ء۔ یہ صاحب کپرس کے صدر اسقف تھے۔

(۲) قانون ہلاری لیس صاحب ۳۰۰ء سے ۳۳۶ء تک۔ یہ صاحب پواتیر کے اسقف تھے۔

(۳) قانون اوریگنس صاحب ۱۸۵ء سے ۲۵۴ء تک۔ یہ صاحب مشہور عالم تھے۔

(۴) قانون ملیتون صاحب ۱۴۰ء سے ۱۹۰ء تک یہ صاحب ساردیس کے اسقف تھے۔

(۵) قانون یوسی فیس صاحب ۳۷ء سے ۱۰۳ء تک یہ صاحب یہودی بزرگ اور مورخ تھے۔

پس ان قدیم فہرستوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ عہد عتیق کی ۳۹ کتابیں جو اب ہمارے پاس موجود ہیں وہی قدیم زمانہ میں بھی موجود تھیں۔ اور علاوہ ان کے دوسری کتابوں کو جیسا کہ ہیرونیمس یعنے جیروم صاحب کہتے ہیں چال چلن کے نیک نمونہ اور اخلاق کی درستی کے لئے کلیسیا پڑھتی ہے مگر عقائد کے ثبوت کے لئے اُن سے سند نہیں لیتی۔ کیونکہ اُن کی سند تواتر کو نہیں پہنچی اور نہ اُن کو یہودی بزرگوں نے الہامی سمجھا۔ تو بھی وہ موجود ہیں۔ اور اپاکریفا یعنے پوشیدہ کہلاتیں اور آج تک چال چلن کے نیک نمونہ اور اخلاق کی درستی کے لئے پڑھی جاتی ہیں +

۳۶۔ ان مذکورہ حقیقتوں کے سوا یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہودی اپنے

پاک نوشتوں کی بڑی قدر و تعظیم کرتے رہے ہیں۔ ایسا کہ یوسی فس صاحب یہودی مورخ اور فیلو صاحب یہودی کے اقوال سے ظاہر ہے کہ یہودی اپنے پاک نوشتوں میں ایک نقطہ یا ایک شوشہ گھٹانے یا بڑھانے کی بجائے ہر طرح کی تکلیف و مصیبت بلکہ موت تک کو بھی اپنے اوپر گوارا کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ اور ان کے درمیان پاک نوشتوں کی اصلیت کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ قانون جاری تھا کہ اگر کوئی شخص پاک کلام میں ایک نقطہ یا ایک شوشہ گھٹانے بڑھانے کا ارادہ کرے۔ تو وہ اتنا سخت گناہ کرتا ہے۔ جو کفارہ گذرانے سے بھی معاف نہیں ہو سکتا۔ اور یہی خاص سبب تھا۔ کہ جس کے باعث یہودی علماء اپنے خیالوں کو پاک کلام سے علیحدہ پیش کیا کرتے تھے۔ کہ جن کی نسبت انہوں نے خداوند مسیح اور اس کے شاگردوں سے بہت ملامتیں اٹھائیں۔ لیکن وہ جو پاک نوشتوں کے بڑی دیانت داری سے امانت دار رہے۔ اور کبھی کسی بھی سے پاک نوشتوں میں کم و بیش کرنے کی نسبت ملامت نہیں کئے گئے۔ بلکہ برعکس اس کے ان کے پاک نوشتوں کو سند گردانا گیا۔ اور خداوند مسیح نے انہیں پاک نوشتوں میں ڈھونڈھنے کا خود ان کی نسبت بیان کیا۔ یوحنا ۵: ۳۹

۲۷۔ اور علاوہ اس کے یہودیوں نے اپنے پاک نوشتوں کے حروف اور حرکات بھی گن کر لکھ رکھے ہوئے تھے۔ تو کیا مجال ہے کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ بھی ان میں کم و بیش کیا جا سکتا +

۲۸۔ پھر خداوند مسیح کے عہد میں قوم یہود کے درمیان تین فرقے موجود تھے جو ایک دوسرے سے کئی باتوں میں اتفاق نہ کرتے ایک دوسرے

کے مخالف تھے۔ یعنی ایسینی۔ فریسی۔ صدوقی۔ تو بھی وہ پاک نوشتے ایک ہی جیسے رکھتے تھے۔ کبھی ممکن نہ تھا کہ کوئی پاک نوشتوں میں اپنی رائے کی تائید میں کچھ گھٹا یا بڑھا سکتا۔ پھر خداوند مسیح کے زمانہ سے لیکر آج تک کل یہودی و مسیحی عہد عتیق کی بڑی قدر و تعظیم کرتے چلے آئے ہیں۔ بلکہ اس عرصہ میں یہودیوں اور اکثر مسیحیوں نے اپنے پاک و آسمانی نوشتوں کی خاطر سخت تکلیفیں و دقتیں اٹھائیں۔ یہانتک کہ اُن میں سے اکثر اُن کی خاطر شہید بھی ہو گئے۔ جیسا کہ انتی اوکس ایپی فانیس اور دیو کلیتیان شاہنشاہ روم کے عہد میں کہ جنہوں نے یہودیوں اور مسیحیوں کے پاک نوشتوں کو خراب و برباد کرنے میں کوشش کی۔ پس اگر وہ اپنے نوشتوں میں گھٹانے یا بڑھانے سے اُن کی کم قدری کرنے والے ہوتے تو وہ کیوں کر پاک نوشتوں کی خاطر اُن کو دشمنوں کے حوالے نہ کرنے کے سبب بڑی بڑی سختیوں کو اپنے اوپر گوارا کرتے۔ اور انہیں محفوظ رکھنے کی خاطر اپنی جانوں کو دیدیتے۔ اور جبکہ یہودی اور مسیحی دونوں فریق حضرت محمد صاحب سے چھ سو برس پیشتر سے عہد عتیق کی کتابوں کے نگراں چلے آئے ہیں۔ تو کیونکر ممکن تھا۔ کہ کوئی اس میں تحریف کر سکتا ✦

۳۹۔ [illegible] کے ماننے والے یہودی و مسیحی زمانہ دراز سے دنیا کے اکثر ممالک یعنی یوروپ۔ ہندوستان۔ فارس۔ مسوپوتامیہ۔ ارمنی روم۔ ایشیا خورد۔ سوریا۔ کنعان۔ عرب۔ افریقہ۔ حبش۔ مصر وغیرہ میں منتشر و بود و باش کر کے مختلف زبانوں کے بولنے والے ہو گئے۔

اور اپنے پاس پاک نوشتوں کو مختلف زبانوں میں رکھتے تھے۔ تو ایسی حالت میں تمام ممالک کے سب نسخوں کو جمع کر لینا اور مختلف زبانوں میں کے نسخوں میں سے گھٹا بڑھا لینا بالکل محال و ناممکن اور انسان کے دست قدرت سے باہر تھا +

۳۰۔ تواریخ سے ظاہر ہے کہ حضرت محمد صاحب کے وقت میں یہودی و مسیحی عرب و عجم میں پھیلے ہوئے تھے اور اُن کے پاس کتب سماوی موجود تھیں۔ اور مدینہ ہی میں یہودیوں کا مدرسہ تھا۔ ترجمہ مشکوٰۃ بنام مظاہر حق مطبوعہ نولکشور جلد ۳ صفحہ ۳۲۳ کہ جس میں پاک نوشتوں کی تعلیم دی جاتی تھی +

۳۱۔ اور پھر حضرت عمر کے پاس بھی تورات موجود تھی۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۹۴۔ اور نیز یہودیوں میں سے عبد اللہ بن سلام وغیرہ جو محمدی ہو گئے تھے تورات کو اپنے پاس رکھتے اور اُسے پڑھا کرتے تھے۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۱۷۴۔ اور جبکہ آیت رجم کی نسبت یہودیوں سے تنازعہ ہوا۔ تو حضرت محمد صاحب کے روبرو تورات لائی اور پڑھی گئی۔ اور آیت مذکور اُس میں موجود پائی گئی۔ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۸۰۔ اور آیت رجم یہود سے چھپانے سے نہ چھپ سکی اور نہ وہ اُس کو تورات سے نکال سکے۔ جو اب تک استثنا ۲۲: ۲۳ و ۲۴ میں موجود ہے۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ یہود و نصاریٰ اتفاق کر کے محمدی ایمانداروں خصوصاً حضرت عمر کی تورات میں بھی تحریف کر ڈالتے۔ لہذا ایسا خیال کرنا بھی عقل سے بعید اور صرف دیوانگی ہے +

۳۲- علاوہ اِس کے اگر تورات میں حضرت محمد صاحب سے پیشتر یا اُن کے زمانہ میں تحریف ہوتی۔ تو حضرت محمد صاحب نے قرآن میں اُس کی ایسی تعریف ہی کیوں کی۔ جو غیر محرف کی ہونی لازم تھی۔ مثلاً یہ:-

۱- تورات سچی ہے۔ سورۂ توبہ رکوع ۱۴- آیت ۱۱۲- وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ۔ ترجمہ- وعدہ ہے اوپر اُس کے سچا۔ سچ تورات کے اور انجیل کے اور قرآن کے۔

۲- قرآن نے توریت کو فیصلہ کے لئے سند ٹھیرا کر طلب کیا۔ سورۂ آل عمران رکوع ۱۰- آیت ۹۱- قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ ترجمہ کہہ لاؤ تورات کو پس پڑھو اس کو اگر ہو تم سچے۔

۳- سورۂ قصص رکوع ۵- آیت ۴۹- قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَى مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ ترجمہ- پس لاؤ تم ایک کتاب نزدیک اللہ کے سے وہ راہ دکھانے والی ہو اُن دونو سے بہتر پیروی کروں میں اُس کی اگر ہو تم سچے۔

۴- قرآن تورات کی تصدیق کرتا ہے۔ سورۂ احقاف رکوع ۲- آیت ۱۱- وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَابٌ مُصَدِّقٌ لِسَانًا عَرَبِيًّا لِيُنْذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ۔ ترجمہ- اور پہلے اس کے کتاب ہے موسیٰ کی پیشوا اور رحمت۔ اور یہ کتاب سچا کرنے والی ہے اُس کو بولی عربی میں۔ تو کہ ڈراوے اُن لوگوں کو کہ ظلم کرتے ہیں اور خوشخبری واسطے احسان کرنے والوں کے۔

۵- سورۂ انعام رکوع ۱۰- آیت ۹۰ و ۹۱- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۔ ترجمہ۔ یہ لوگ ہیں جو دی ہم نے انکو کتاب اور حکمت اور نبوت پس اگر کفر کریں ساتھ اُس کے یہ لوگ پس تحقیق مقرر کیا ہے ہم نے ساتھ اُس کے اور قوم کو کہ نہیں ساتھ اُس کے کفر کرنیوالے یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ نے۔ پس ساتھ ہدایت انکی کے پیروی کر تو۔

۶۔ تورات ہدایت و نصیحت ہے۔ واسطے صاحب عقل کے۔ سورہ مومن رکوع ۶۔ آیت ۵۶ سے هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ۔ ترجمہ ہدایت و نصیحت واسطے صاحب عقل کے۔

۷۔ تورات حضرت محمد صاحب کے وقت موجود تھی۔ اور پڑھی جاتی تھی سورۂ یونس رکوع ۱۰۔ آیت ۹۴۔ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۔ ترجمہ۔ پس اگر ہو تو بیچ شک کے اُس چیز سے کہ نازل کیا ہم نے طرف تیرے پس سوال کر اُن لوگوں سے کہ پڑھتے ہیں کتاب پہلے تجھ سے۔

۸۔ تورات کے منکر دوزخی ہیں۔ سورہ ہود رکوع ۲۔ آیت ۱۸۔ فَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ۔ ترجمہ۔ پس جو شخص ہو اوپر دلیل کے پروردگار اپنے سے اور پیچھے پیچھے آتا ہے۔ ایک شاہد اُس کی طرف سے اور پہلے اُس سے کتاب ہے موسیٰ کی پیشوا اور رحمت۔ یہ لوگ ایمان لاتے ہیں ساتھ اُس کے۔ اور جو کوئی کفر کرے

ساتھ اُس کے گردہوں میں سے پس آگ ہے جگہ وعدہ اُس کے کی۔

۹۔ تورات کی حفاظت۔ سورۂ مائدہ رکوع ۷۔ آیت ۴۷۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُہَیْمِنًا عَلَیْہِ فَاحْکُمْ بَیْنَہُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ۔ ترجمہ۔ اور اُتاری ہم نے طرف تیرے کتاب ساتھ حق کے سچا کرنے والی اُس چیز کو کہ آگے اُس کے ہے کتاب سے اور نگہبان اوپر اُس کے۔ پس حکم کرو درمیان اُن کے ساتھ اُس چیز کے کہ اُتارا ہے اللہ نے۔

پس آیات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ توریت حضرت محمد صاحب کے زمانہ تک تحریف نہ ہوئی تھی۔

۱۔ اگر تورات تحریف ہوگئی ہوتی تو قرآن اُسکو وعدہ میں سچی کہکر فیصلہ کیلئے طلب نہ کرتا۔

۲۔ اگر تورات تحریف ہوگئی ہوتی تو اُسکی تصدیق کی زبان عربی میں کیا ضرورت تھی بلکہ اُسکی تکذیب کرنی واجب تھی نہ کہ تصدیق۔

۳۔ اگر تورات تحریف ہوگئی ہوتی تو اسکی مانند کتاب پیروی کرنے کے لئے کیوں طلب کی جاتی۔

۴۔ اور جبکہ اہل کتاب میں سب لوگ ہی کفر کرنیوالے نہ تھے بلکہ اُن میں ایسی قوم کے لوگ بھی تھے کہ جنکی ہدایت کی پیروی کرنیکا حضرت محمد صاحب کو حکم ہوا۔ تو وہ ضرور خدا کی ہدایت پر قایم تھے اور اُن کی کتابیں بھی تحریف نہ ہوئی تھیں۔

۵۔ پھر اگر تورات تحریف ہوگئی تھی تو ہدایت و نصیحت صاحب عقل کے لئے کیوں نہ ٹھیری۔

۶- اگر توریت تحریف ہوگئی تھی - تو اس کا منکر دوزخی اور آگ کا سزاوار کیوں ٹھیرتا ہے -

۷- اور جبکہ توریت تحریف ہوگئی تھی تو قرآن اُس کی حفاظت کا ذمہ ہی کیوں لیتا - اور اُسے ہدایت اور رحمت کیوں ٹھیراتا - اور کیوں اُسے گمراہ کرنے والی نہ کہا +

۳۲- سورۂ انعام ۴ رکوع ۵ - وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ - ترجمہ - اور نہیں کوئی بدلنیوالا باتوں اللہ کی کو - پھر ۱۴ رکوع ۱۱۵ میں ہے - لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ - ترجمہ - نہیں کوئی بدلنیوالا بات اُسکی کو - پھر سورہ حجر ۱ رکوع ۹ میں ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ - ترجمہ - تحقیق ہم نے اُتارا ہے ذکر اور تحقیق ہم ہیں واسطے اُس کے البتہ نگہبان +

۳۳- سورۂ اعراف ۲۰ رکوع ۱۵۶ - وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ - ترجمہ - اور قوم موسےٰ کی سے ایک جماعت ہے کہ ہدایت کرتی ہے ساتھ حق کے اور ساتھ اُس کے عدل کرتی ہے -

سورۂ مائدہ - ۷ رکوع سولہ - اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ - ترجمہ - تحقیق اُتاری ہم نے توراۃ بیچ اُس کے ہدایت ہے اور روشنی ہے

پس ظاہر ہے کہ ایسی جماعت جو حق کی ہدایت و عدل کرنے والی حضرت محمد صاحب کے زمانہ میں موجود تھی وہ کیونکر اپنی پاک کتابوں کو تحریف کر سکتی تھی - اور اگر وہ تحریف کرنے والی تھی - تو یہ تعریف اُس جماعت کی بالکل غلط ٹھیرتی ہے - اور پھر جبکہ توراۃ میں ہدایت اور روشنی ہے تو پھر کیوں محرف کتاب خیال کیا جاوے +

۴۳۔ اور واضح ہو کہ جتنی آیات قرآن محمدی صاحبان کی طرف سے اس دعوی محال عقل و نقل تحریف کا مدعی قرار دیا جاتا ہے وہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اُن میں تحریف لفظی کتب سماوی مشتہرہ جہان کا دعوی ہی نہیں ہے بلکہ اُن میں صرف پانچ اشخاص یہود مدینہ کو جو اُسوقت حضرت محمد صاحب کے مخالف تھے جیسا کہ تفسیر کبیر سورہ بقرہ ۲۱ رکوع ۱۷۵ کی تفسیر میں انکے نام آئے ہیں یعنی کعب بیٹا اشرف کا۔ کعب بیٹا اسد کا۔ مالک بیٹا ضیف کا۔ حی بیٹا اخطب کا اور ابی یاسر بیٹا اخطب کا۔ ان کو قرآن میں چند الزام جو تحریف لفظی سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے دیے گئے ہیں۔ ۱۔ کتاب کو چھپانے کا (انعام ۱۱ رکوع ۱۹۳ ۲۔ غلط تاویل کرنے کا (بقرہ ۵ رکوع ۴۱) ۳۔ موسے کے وقت جو کوہ طور پر سنا تھا اُسکو بدل کر بیان کرنیکا (بقرہ ۹ رکوع ۴۷) ۴۔ یشوع کے وقت حطۃ کو حنطۃ کہدینے کا (بقرہ ۵ رکوع ۵۸) ۵۔ تورات کے وعدے پر عمل کرنیکا (بقرہ ۱۲ رکوع ۱۰۱) ۶۔ حضرت ابراہیم کو حنیف نہ ماننے کا (بقرہ ۱۶ رکوع ۱۴۰) ۷۔ ایک فرقے کو حق کے چھپانیکا الزام (بقرہ ۱۷ رکوع ۱۴۷) ۸۔ توریت کی بات کو بتانے سے انکار کرنیکا (بقرہ ۱۹ رکوع ۱۶۰) ۹۔ احکام کو چھپانے اور اُسپر تھوڑا مول لینیکا (بقرہ ۲۱ رکوع ۱۷۵) ۱۰۔ حق کو چھپانے کیلئے ایسے معنے کرنیکا جس سے شبہ پڑجائے (آل عمران ۷ رکوع ۷۰) ۱۱۔ زبان مروڑ کر یعنی اعراب بدل کر پڑھنیکا (عمران ۸ رکوع ۷۵) ۱۲۔ ہم نے سُنا اور نہ مانا کہنے کا (نساء ۷ رکوع ۴۴) ۱۳۔ غلط تاویل کرنیکا (مائدہ ۳ رکوع ۱۴) ۱۴۔ آیت رجم کو چھپانیکا جو ابتک موجود ہے (مائدہ ۶ رکوع ۵۴ سے ۴۸ تک)۔

پس ظاہر ہے کہ اگر وہ پانچوں رئیس یہود مدینہ اپنی اپنی توات میں تحریف لفظی کرتے تو وہ تورات کو چھپاتے ہی کیوں۔ کس لئے محرف ہی کو دکھا کر حضرت محمد صاحب کے دعوے کی تردید نہ کر دیتے۔ اور پھر جس حال میں محمدیوں کے

ہاتھ میں بھی توراۃ موجود تھی۔ تو اُن کے چھپانے ہی سے کیا ہو سکتا تھا۔ لہٰذا اگر قرآن کتب سماوی کی لفظی تحریف کا مدعی ہوتا۔ اول تو وہ اُنکی تصدیق نہ کرتا۔ دویم اُنکی حفاظت کا خود ذمہ دار نہ بنتا۔ سوم اگر قرآن ایسے دعوٰی کا مدعی ہوتا تو اُس کا ایسا دعوٰی عقل۔ نقل اور تواریخ کے بالکل برخلاف ہوتا۔ لہٰذا قرآن ایسے بیجا دعوے کا مدعی نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف وہ تو صرف کتب سماوی کے مصدق و محافظ ہونیکا مدعی ہے +

۳۵۔ علاوہ بریں علماء محمدی متقدمین بھی اس بات پر متفق نہیں کہ توراۃ و انجیل کتب سماوی میں تحریف لفظی ہوئی ہے بلکہ وہ صاف صاف فرماتے ہیں کہ کتابوں میں تحریف لفظی نہیں ہوئی۔ وہ ہو ہذا:۔

۱۔ امام محمد اسمٰعیل صاحب بخاری فرماتے ہیں۔ قولہ تعالےٰ۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ یُحَرِّفُوْنَ یُبَدِّلُوْنَ وَلَیْسَ اَحَدٌ یُبَدِّلُ لَفْظَ کِتَابٍ مِّنْ کُتُبِ اللّٰہِ وَلٰکِنَّھُمْ یُحَرِّفُوْنَہٗ عَلٰی غَیْرِ تَاْوِیْلِہٖ۔ ترجمہ۔ امام محمد اسمٰعیل صاحب بخاری نے اپنی کتاب میں خدا کے اس قول پر کہ تحریف کرتے ہیں کلمونکو انکی جگہوں سے تحریف کی یوں تفسیر کی ہے تحریف کے معنی ہیں بگاڑ دینے کے۔ اور کوئی شخص نہیں ہے جو بگاڑے اللہ تعالےٰ کی کتابوں سے لفظ کسی کتاب کا۔ لیکن یہودی خدا کی کتابونکو اُسکے اصلی و سچے معنوں سے غیر تاویل پر پھیر کر تحریف کرتے تھے۔ پس ظاہر ہے کہ یہودی کتب سماوی کے کسی لفظ کو کم و بیش نہ کرتے تھے۔ مگر حضرت محمد صاحب یا اُنکے اصحابوں کے منشا کے برخلاف تاویل کر لیتے تھے۔ سو یہ بھی وہی پانچوں رئیس یہود مدینہ ہی کرتے ہونگے نہ کہ تمام جہان کے اہل کتاب۔

۲۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔ قَدْ سُئِلَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ عَنْ ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ فَاَجَابَ

فی مَنَارِ الْعُلَمَاءِ فِی هٰذَا قَوْلَانِ اَحَدُهُمَا وُقُوْعُ التَّبْدِیْلِ فِی الْاَلْفَاظِ اَیْضًا اَیْضًا لَا تَبْدِیْلَ اِلَّا فِی الْمَعْنٰی وَ حَتّٰی لَا فَانِیْ ترجمہ۔ ابن تیمیہ سے مسئلہ تحریف کا پوچھا گیا پس انہوں نے جواب دیا کہ علماء کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تحریف لفظوں میں بھی ہوئی ہے دوم یہ کہ تبدیل نہیں ہوئی مگر صرف معنوں میں۔ اور اس دوسری بات پر بہت دلیلیں بیان کی ہیں۔

۳۔ شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب فوز الکبیر میں لکھتے ہیں۔ تحریف لفظی و ترجمہ توریت و امثال آں لکھا مے دیدند در اصل توریت پیش فقیر چنیں محقق شد و ہو قول ابن عباس ترجمہ میرے نزدیک بھی تحقیق ہوا ہے کہ اہل کتاب توریت وغیرہ کے ترجمہ میں تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل توریت میں۔ اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔

۴۔ تفسیر درمنثور میں ابن منذر و ابن ابی حاتم نے وہب ابن منبہ سے سورہ بقر میں یوں منقول ہے۔ وَاَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ وَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ اَنَّ التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِیْلَ کَمَا اَنْزَلَهُمَا اللّٰهُ لَمْ یُغَیَّرْ مِنْهُمَا حَرْفٌ وَلٰکِنَّهُمْ یُضِلُّوْنَ بِالتَّحْرِیْفِ وَالتَّاْوِیْلِ وَالْکُتُبُ کَانَتْ تَکْتُبُهَا اَیْدِیْهِمْ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَاَمَّا کُتُبُ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مَحْفُوْظَةٌ لَا تَحَوَّلُ۔ ترجمہ۔ توریت و انجیل جس طرح کہ ان دونوں کو اللہ نے اتارا تھا اسی طرح ہیں۔ انمیں کوئی حرف بدلا نہیں گیا۔ لیکن یہودی بہکاتے تھے۔ لوگوں کو معنوں کے بدلنے اور غلط تاویل کرنے سے۔ اور حالانکہ کتابیں تھیں وہ جنکو لوگوں نے اپنے آپ لکھا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور وہ اللہ کی طرف سے نہ تھیں۔ مگر جو اللہ کی طرف سے کتابیں تھیں وہ محفوظ تھیں انمیں کچھ بدلنا نہیں ہوا تھا۔

پس جبکہ محمدی علماء متقدمین کو خود اقبال ہے کہ توریت وغیرہ کتب سماوی اصل میں کچھ بھی تحریف نہیں ہوئی۔ تو اسوقت کے مباحثہ کرنیوالے محمدی صاحبان کا کلام اللہ پر بہتان و کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ (سورۂ بقر ۹ رکوع ۸۱) اور سبب اس کا

یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تو وہ حضرت محمد صاحب کے حق میں اُن کے نبی برحق ہو کر آنیکی کوئی پیشینگوئی کتب عہد عتیق و جدید میں تلاش کرنیکی کوشش کرتے ہیں جب وہ نہیں پاتے۔ تو یہ کہکر اپنے دل کو تسلی دے لیتے ہیں کہ پیشین گوئی تو ضرور ہوگی۔ لیکن اہل کتاب نے اپنی کتابیں تحریف کر ڈالی ہیں۔ اور بعض محمدی صاحبان تو یہ دونو کام کرتے ہیں یعنی یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل کتاب نے تحریف کر کے حضرت کی پیشین گوئی نکال ڈالی ہے۔ اور دوم یہ بھی کرتے ہیں کہ کئی ایک مقامات عہد عتیق و جدید کو حضرت محمد صاحب کے حق میں پیشینگوئی قرار دیکر پیش بھی کر دیا کرتے ہیں الغرض ان دونوں عملوں سے کتاب اللہ کو غیر معتبر اور معتبر بھی ٹھہراتے ہیں۔ افسوس وہ یہ نہیں سمجھتے کہ دعوی تحریف کتب مقدسہ کا نہ صرف عقل نقل اور تواریخ کے برخلاف ہے بلکہ خود قرآن و حدیث و محمدی علماء متقدمین کی رائے و تحقیقات کے سچے نتیجہ کے بھی برخلاف ہے ✦

۳۶۔ پھر جو لوگ کاتبوں کے سہو کو پیش کر کے دعوی تحریف کی دلیل گردانتے ہیں وہ بالکل بے انصاف ہیں کیونکہ اس امر کو تحریف عمدی سے علاقہ ہی کیا ہے۔ سہو تو اکثر ناقلوں سے ہر ایک کتاب دنیاوی میں بھی ہوا کرتا ہے وہ پھر بعد مقابلہ کے درست کر لیا جاتا ہے۔ اور اس امر میں بھی اہل کتاب یہودی اور مسیحی کیسے تعریف کے لائق و دیانتدار ثابت ہوئے ہیں کہ انہوں نے دو تین ہزار قلمی نسخوں کتب سماوی کا مقابلہ کر کے نقطہ و اعراب تک کے سہو کاتبوں کو جمع کر کے موجود کر رکھا ہے انکو ضائع نہیں کر دیا۔ اگر کوئی اپنا دعوے نبوت ان سے ثابت کرنا چاہتا ہے تو بیشک ثابت کرے۔ دیکھو ہارن صاحب کا انٹروڈکشن ✦

۳۷۔ اور یہ چند ترجموں کے اختلاف کے سبب سے جو دعوی تحریف کتب سماوی کا کیا جاتا ہے یہ بھی بالکل بیجا ہے کیونکہ ترجموں کے اختلاف کا ہونا مترجموں کی کم علمی یا کم فہمی کے

سبب سے ہوتا ہے۔ مثلاً چار اشخاص کسی کتاب کو مختلف بولیوں یا مختلف زبانوں میں ترجمہ کریں تو ضرور اُن میں کسی قدر اختلاف الفاظ اور محاورہ کا ہوگا اور جبکہ مختلف استعداد والے لوگ مترجم ہوتے ہیں تو اختلاف کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ لیکن ان کے اختلاف کا اثر اصل کتاب پر نہیں پڑتا۔ اس لئے واجب ہے کہ جو ترجمہ اصل کے مطابق ہو اُس کو قبول کیا جائے اور بس +

علاوہ بریں واضح رائے شریف ہو کہ اندرونی دلائل کتاب توراۃ وصحایف انبیا کی اصلیت کے بکثرت موجود ہیں کہ جن سے صاف صاف ثابت ہے کہ یہ وہی اصلی کتابیں ہیں جو خدائے تعالےٰ نے بنی آدم کے دستور العمل و ہدایت و نصیحت اور راہِ نجات کے دکھانے کے لئے لکھوائیں۔ کہ جن میں شروع سے آخر تک ایک ہی نجات کی تدبیر کفارہ اور ایک ہی نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح گناہگاروں کی نجات کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ پاک انجیل میں صاف لکھا ہے کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاتا ہے وہ ہلاک نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائیگا +

یسعیاہ نبی فرماتا ہے ۴۰: ۸ ہاں گھاس مرجھاتی ہے پھول کمہلاتے ہیں پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قایم رہے۔ متی ۵: ۱۷ و ۱۸۔ یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جاوے +